از مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب
فاضل و مدرس دارالعلوم حقانیہ

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی شرعی حیثیت

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا مسئلہ موجودہ حالات میں گہری علمی توجہ اور ہمہ پہلو ریسرچ و تحقیق کی اہمیت کا حامل ہے۔ کسی بھی علمی موضوع پر بحث و تحقیق واقعات و حقائق کے تجسس اور دلائل و شواہد پر جس قدر بھی غور و فکر کیا جائے متعلقہ موضوع کے اہم مستور گوشے، نئے زاویے اور بحث سے متعلق کئی نئے اور مفید پہلو بھی سامنے آتے رہتے ہیں لہذا اگر اہل علم اور ارباب فکر و نظر ادھر توجہ مبذول فرما کر قلم فرسائی کریں گے تو ادارہ اسے بڑی اہمیت سے الحق کے صفحات میں شائع کرے گا (ادارہ)

نیک اور صالح اولاد انسان کی زندگی کا سب سے قیمتی اور گراں مایہ سرمایہ ہے اولاد والدین کے لئے صرف دنیاوی عزت و افتخار کا ذریعہ ہی نہیں۔ بلکہ اخروی سعادت اور نجات کے لئے بھی بہترین توشہ ہے۔ اسلام میں اولاد کی زیادتی پر کوئی پابندی نہیں۔ افرادی قوت کے اضافہ کے لئے اسلامی تعلیمات میں نکاح کی بار بار ترغیب دلائی گئی ہے۔ پھر ایسی عورت سے نکاح کرنے کو ترجیح دی گئی ہے۔ جو عورت زیادہ بچے جنے۔ حضرت معقل بن یسار رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم۔
(ابوداؤد، نسائی)

تم ایسی عورت سے نکاح کرو جو اپنے خاوند سے محبت کرنے والی ہو جو زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہو کیونکہ میں دوسری امتوں کے مقابلہ میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔

یہی وجہ ہے کہ ضبط تولید (FAMILY PLANNING) کی تحریک جب چلی تو علماء حق نے اس بے مقصد اور بے فائدہ تحریک کی شدید مخالفت کی۔ بحیثیت مسلمان ہونے کے ہمارا عقیدہ ہے کہ اولاد کا دینا یا نہ دینا اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ اسباب اور وسائل اور ذرائع کا حصول اور استعمال اپنی جگہ ضروری اور مسنون ہے مگر اولاد جیسی نعمت

عظمیٰ کے حصول کا توقف اور دارومدار مشیت الٰہی پر موقوف ہے۔ قرآن مجید میں اس حقیقت کو یوں واضح کیا گیا ہے۔

لله ملك السموات والارض يخلق ما يشاء يهب لمن يشاء اناثا و يهب لمن يشاء الذكور او يزوجهم ذكرانا و اناثا و يجعل من يشاء عقيما انه عليم قدير (حم شوری)	اللہ ہی کی ہے سب سلطنت آسمانوں کی اور زمینوں کی وہ چاہتا ہے جو پیدا کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے عطا فرماتا ہے۔ اور یا ان کو جمع کر دیتا ہے۔ یعنی بیٹے اور بیٹیاں دونوں دے دیتا ہے۔ اور جس کو چاہے بے اولاد رکھتا ہے بے شک وہ بڑا جاننے والا اور بڑی قدرت والا ہے۔

اس آیت کی رو سے اولاد کے اعتبار سے افراد انسانی چند اقسام میں منقسم ہیں

ا۔ ایسے افراد جن کو اللہ تعالیٰ بیٹیاں دیتا ہے جیسا کہ انبیاء میں حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام کی صرف بیٹیاں تھیں ان کا کوئی بیٹا نہیں تھا۔ حضرت لوط ؑ کی تین یا دو بیٹیاں (زیتا اور زعورا) اور حضرت شعیب ؑ کی دو (لیا، صفوریا) بیٹیاں تھیں۔

ب۔ ایسے افراد جن کو بیٹے دے کر بیٹیوں سے محروم کرتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صرف بیٹے دئے تھے کوئی بیٹی نہیں تھی۔ امام قرطبی لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آٹھ بیٹے تھے۔ اسماعیل۔ اسحاق۔ مدین۔ مدائن۔ نعشان۔ زمران۔ نشیق۔ اور شیوخ۔

ج۔ ایسے افراد جن کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں دے کر دونوں نعمتوں سے نوازتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹیاں زینب ؓ۔ رقیہ ؓ۔ ام کلثوم ؓ اور فاطمہ ؓ اور تین یا چار بیٹے بھی دئے (قاسم ؓ۔ طاہر ؓ وطیب ؓ اور ابراہیم ؓ)

د۔ آخر الذکر وہ قسم ہے جن کو اللہ تعالیٰ ہر دو نعمتوں سے محروم کر دیتا ہے۔ انبیاء علیہ السلام میں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے انبیاء ہیں۔ جو اولاد سے محروم رہے۔

اگرچہ نوع انسانی کے یہ تمام اقسام معاشرہ کے عام افراد میں پائے جاتے ہیں لیکن انبیاء کے تذکرہ سے مقصد یہ ہے کہ نبی ہونے کے باوجود بیٹے یا بیٹی سے محروم ہونے میں یہ سبق ہے کہ یہ اختیار اللہ کے قبضہ میں ہے۔ وہی رب ہے جو سب کچھ کرنے والا ہے کسی کو بیٹوں کے دائرے میں محبوس کر دیتا ہے تو وہ بیٹی کے لئے ترستا ہے اور کسی کی زندگی بھر کی تمنا ایک بیٹی ہوتی ہے۔ سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ لیکن مرنے تک یہ آرزو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتی۔ عربی میں

اسے "عقیم" اور اردو میں بانجھ کہتے ہیں۔

بانجھ پن کے اسباب بحیثیت مسلمان ہونے کے ہمارا عقیدہ ہے کہ تمام وسائل بروئے کار لانے کے باوجود اولاد کا نہ ہونا مشیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔ ممکن ہے کہ میاں اور بیوی میں ہر لحاظ سے صلاحیت موجود ہو۔ لیکن جب اللہ کا ارادہ نہ ہو۔ تو دنیا بھر میں گھومنے کے باوجود خواہ بہتر سے بہتر علاج ہی کیوں نہ کرائے۔ محروم ہمیشہ کے لئے محروم رہے گا۔

اس باطنی اور حقیقی سبب کے علاوہ "اہل طبائع" کے نزدیک کچھ ظاہری اسباب اور عوامل کا بھی اثر رہتا ہے۔ اگرچہ امام رازی نے تفسیر کبیر میں اس کا سختی سے انکار کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ کسی نطفہ میں بچے کی پیدائش کی صلاحیت اللہ کی قدرت کاملہ کا نتیجہ ہے۔ طبعی اسباب کے لئے اس میں کوئی دخل نہیں۔ لیکن زیر نظر مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے ہمیں ان طبعی اسباب کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ تاکہ اصل مسئلہ کے فہم میں کوئی دشواری نہ رہے۔ جملہ ضروری اور موقوف علیہ امور اور وسائل و ذرائع کے اختیار کر لینے کے باوجود اولاد نہ ہونے کے لئے چند عوارض ہو سکتی ہیں۔

ا۔ ممکن ہے کہ مرد کے مادہ تولید یعنی نطفہ میں وہ صلاحیت موجود نہ ہو جس سے بچہ پیدا ہو

ب۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ قصور عورت کی طرف سے ہو۔ عورت میں قصور ہونے کے مختلف اسباب ہیں۔ کبھی مادہ تولید میں صلاحیت نہیں ہوتی۔ کبھی مادہ تولید میں صلاحیت تو موجود ہوتی ہے۔ لیکن "رحم" میں استقرار کی طاقت نہیں ہوتی جس کی وجہ سے نطفہ مقررہ مدت تک "رحم مادر" میں نہیں رہ سکتا۔ انفرادی نقصان کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اگر اس جوڑے کے درمیان جدائی ہو جائے۔ تو کسی ایک طرف کے ذی صلاحیت ہونے کی صورت میں کسی دوسرے ذی صلاحیت فرد سے رشتہ ہو جانے کے بعد بچہ پیدا ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں یہ پہچان مشین کے ذریعہ آسان ہے۔

ج۔ ممکن ہے کہ ہر دونوں جانب قصور کی وجہ سے عمر بھر بچے کی نعمت سے یہ جوڑا محروم رہے۔ جوڑے کی تبدیلی کے باوجود کسی ایک طرف سے ثمر آور ہونے کی امیدیں بہت کم ہوتی ہیں۔

بانجھ پن کے علاج کی ممکنہ صورتیں یہاں پر یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ "ٹیسٹ ٹیوب بے بی" سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئیے کہ اس علاج کے ذریعہ بانجھ پن کی تمام صورتوں کا علاج ممکن ہے۔ اور ہر ایک محروم جوڑے کی ناامیدی غلط ثابت ہوئی ہے۔ ہمارے ہاں سب سے پہلے یہ تجربہ گیارھویں مرتبہ کامیاب ہوا ہے۔ گویا متعلقہ ڈاکٹروں کی انتھک کوششوں کے باوجود اگر ایک سو بیماروں کا علاج کیا گیا ہے۔ تو اس میں صرف دس افراد کے بارے میں حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور باقی نوّے فیصد میں ناکامی ہوئی۔ اس قلیل اندازے میں کامیابی سے یہ نتائج ظاہر ہوتی ہے کہ بعض صورتیں ابھی تک لاعلاج ہیں۔ بہرحال مرد یا عورت کی جانب سے قصور کی صورت میں علاج کی چند صورتیں ہیں۔

ا۔ مرد کے مادہ تولید میں ضعف کا علاج ہو جائے یا متضاد مادہ کی علیحدگی کے لئے علاج کیا جائے تاکہ اصلاح کے بعد اس سے مطلوبہ نتائج برآمد ہوں۔ از روئے شرع یہ عام علاجوں کی طرح ایک علاج ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

ب۔ ایسا ہی عورت کے قصور کی صورت میں اگر کوئی نقص مادہ تولید میں ہو تو مادہ تولید کے اصلاح کے لئے کوئی دوائی کھانا یا کھلانا جائز اور مشروع ہے۔

ج۔ لیکن عورت میں قصور کی صورت میں اگر یہ نقص "رحم" میں ہو یعنی "رحم مادر" میں استقرار کی صلاحیت موجود نہ ہو تو اس صورت میں بھی اگر عورت ایسی دوائی کھائے جس سے رحم میں امساک اور استقرار کی صلاحیت پیدا ہو جائے بظاہر یہ علاج بھی ممنوع نہیں۔ بلکہ دوسرے علاج کی طرح یہ بھی مشروع ہے۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا طریقہ علاج

"ٹیسٹ ٹیوب" کے ذریعہ آخر الذکر بیماری کا علاج دریافت کیا گیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے "مادہ تولید" میں بچے کی صلاحیت موجود ہو لیکن "رحم مادر" میں امساک اور استقرار کی صلاحیت نہ ہونے کی وجہ سے بچے کی پیدائش نہ ہو۔ جدید تحقیقات کی روشنی میں یہ طریقہ علاج ایجاد کیا گیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے نطفہ کو ملا کر ایک خاص ترتیب کے بعد عورت کے پیٹ میں ایک خالی جگہ میں معمولی اپریشن کرنے کے بعد رکھ دیا جاتا ہے متعلقہ ضروریات پہنچانے کے بعد مقررہ مدت میں یہ مادہ تدریجی ادوار طے کرنے کے بعد بچہ بن جاتا ہے۔

"مشرق میگزین" ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۷ء کے ایک جائزہ کی "تجرباتی رپورٹ" سے اس طریقہ علاج کی نشاندہی ہوتی ہے جیسا کہ اخبار لکھتا ہے:۔

"آج سے آٹھ سال قبل نیوزی لینڈ کی ایک ۲۷ سالہ عورت مارگریٹ نے مئی ۱۹۷۹ء میں ایک پانچ پونڈ کی تندرست بچی کو جنم دیا اس بچی کی پیدائش معمول کے مطابق نہ تھی۔ چونکہ اس عورت کا جسمانی نظام بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت سے عاری تھا اس لئے اس کے شوہر کو نطفہ لیبارٹری میں "پیٹری ڈش" تکنیک کے ذریعہ "ایمبریو" کی شکل دے کر اس کی پرورش اس کے بطن میں کی گئی۔ جہاں اس بچے نے بغیر "یوٹیرس" کی مدد سے تمام غذائیت حاصل کی۔ اور پروان چڑھ کر اپنے دن پورے کئے۔ بچے کی پیدائش اپریشن کے ذریعہ ہوئی تھی۔

یہ طریقہ علاج دن بدن متعارف ہو رہا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت تین ہزار بچے ایسے ہیں جو اس جدید طریقہ تولید کی برکت سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور پاکستان بھی ان ممالک کی صف میں شامل ہو گیا ہے جو اس طریقہ کار کے مطابق صف اول میں ہیں۔

بعض سادہ لوح احباب بھی جدت پسند ہیں جو بغیر کسی تحقیق کے حکم لگانے کے قائل ہیں۔ چنانچہ ہمارے چند معزز ڈاکٹروں کے حوالے سے کچھ روز قبل یہ خبر شائع ہوئی کہ:۔

"ٹیسٹ ٹیوب بے بی کسی مرتبان یا ٹیسٹ ٹیوب میں نہیں بلکہ ماں کے جسم میں ہی پروان چڑھتی ہے اور اس کا نام ٹیسٹ ٹیوب نہیں ہونا چاہئے۔ یہ ایک طریقہ علاج ہے۔ اس کے اسلامی یا غیر اسلامی پر بحث ہونے کی کوئی ضرورت نہیں اگر یوں شتر بے مہار کی طرح علاج کو بھی چھوڑ دیا جائے۔ تو معلوم نہیں فائدے کی جگہ اس کے نقائص کیا ہوں گے؟

اگرچہ اس تجربہ کی رو سے اس جدید عمل تولید میں میاں اور بیوی کے مادہ تولید سے کام لیا گیا ہے لیکن کیا اس کی کوئی ضمانت موجود ہے۔ کہ یہ عمل صرف میاں بیوی تک ہی محدود رہے گا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ بطور ترقی کے اس تجربہ کو اور بھی وسعت دی گئی ہے جس میں اب میاں بیوی کی تمیز باقی نہیں رہی۔ بلکہ عمدہ اور حسین نسل کے تخم کو حاصل کیا جا رہا ہے۔ اور معلوم نہیں کہ آئندہ اس کو کہاں تک لے جانے کا امکان ہے۔ العیاذ باللہ۔ اور امکانی صورتوں کو مد نظر رکھ کر اس عمل کو دیکھا جائے تو اس کے بہت سے خطرناک نتائج کی نشاندہی بھی ہوتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ یہ نتائج کسی وقت بھی محض امکان کی جگہ ایک حقیقت واقعیہ کی صورت اختیار کر لیں اصل مسئلہ کے حکم بیان کرنے سے قبل ایک مقدمہ بطور تمہید پیش خدمت ہے۔

سد ذرائع اور اسلام اسلامی نقطہ نظر سے کسی شئے کے حکم میں اس کے اسباب و عوامل، طریقہ کار یا نتائج کا بہت زیادہ اثر رہتا ہے۔ اسلام کسی شئے کی عارضی اور وقتی مصلحت کو دیکھ کر عجلت پسندی کے فیصلے کا حامی نہیں اسلام چونکہ دائمی اور ابدی دین ہے اس لئے اس میں موجودہ اور آئندہ ہر دور میں ہر حالت کی امکانی صورتوں کو مد نظر رکھ کر حکم دیا جاتا ہے ممکن ہے بہت سے امور بظاہر اچھے اور خوبصورت ہوں بظاہر اس میں کوئی قصور اور نقص نہ ہو لیکن اس ظاہری حسن کے باوجود اگر یہ شئے کسی دوسرے ناجائز کام کے لئے مقدمہ اور پیش خیمہ ہو۔ تو شریعت میں ناجائز کام کے لئے ذریعہ ہونے کی حیثیت سے اس کام کا درجہ بھی ناجائز کام کا ہو جاتا ہے۔ اس دوسرے ناجائز فعل کی وجہ سے اس ذریعہ اور مقدمہ کو بھی حرام کے زمرہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ فقہاء کرام کے ہاں یہ حکم "سد الذرائع" کے نام سے متعارف ہے۔ علماء کرام کے ہاں یہ معتبر ہے۔ خاص کر حنابلہ اور موالک اس کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔

قرآن و حدیث کی رو سے اس قاعدہ کی نشاندہی بھی ہوتی ہے۔

قرآن کی رو سے قاعدہ کی وضاحت مثلاً صحابہ کرامؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر شفقت اور توجہ دلاتے وقت "راعنا" کا لفظ استعمال کرتے تھے جس کا مقصد واضح تھا۔ کہ ہماری مصلحت کی رعایت فرمائیے۔ اس میں کوئی بے ادبی نہیں تھی۔ لیکن یہود اور منافقین اس لفظ کو بول کر اس سے ایسا معنی مراد لیتے تھے جو منصب نبوت کے مناسب نہیں تھا۔ اور اس سے یہودیوں کی شرارت کے لئے ایک موقع ملتا تھا اس شرارت اور فساد کے پیش خیمہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس جائز لفظ کے کہنے پہ پابندی لگا کر متبادل لفظ تجویز فرمایا۔

یا ایھا الذین آمنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا الآیۃ (سورۃ بقرہ ۱۰۴)

اے ایمان والو! تم راعنا لفظ مت کہا کرو اور اس کی جگہ لفظ "انظرنا" کہہ دیا کرو۔

حدیث سے قاعدہ کی وضاحت ایسا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کی تعمیر کردہ بیت اللہ میں متعدد نقائص نظر آئے۔ آپؐ کو محسوس ہوا کہ اس تعمیر میں قریش نے اختیاری یا غیر اختیاری اسباب کی وجہ سے ایسے تصرفات کئے ہیں جو بنائے ابراہیمی کے خلاف ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا:۔

"میرا دل چاہتا ہے کہ موجودہ تعمیر کو منہدم کر کے اسے بالکل بناء ابراہیمی کے مطابق بنا دوں۔ لیکن ناواقف عوام کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔ اس لئے سر دست اس کو اسی حال پر چھوڑتا ہوں"

ظاہر ہے کہ بیت اللہ کی تعمیر ایک اہم اور ضروری مسئلہ تھا لیکن ناجائز امور یعنی فتنہ و فساد کے لئے پیش خیمہ ہونے کی وجہ سے آپؐ نے قریش کی تعمیر کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا۔

اس قاعدہ کے ذہن نشین ہونے کے بعد اب ہم "ٹیسٹ ٹیوب بے بی" کے طریقہ علاج کے نتائج پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ اس طریقہ علاج سے معاشرہ پر اس کا مذہبی، معاشرتی اور اقتصادی لحاظ سے کیا اثرات پڑتے ہیں؟ اس سے معاشرہ کس حد تک متاثر ہوتا ہے؟ تاکہ مسئلہ واضح ہو جائے۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعہ نسب محفوظ نہیں رہتا

اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو انسانیت کے لئے سب سے اہم مسئلہ تحفظ نسب کا ہے۔ دنیا باوجود ترقی کے آج اس میدان میں حیران ہے۔ غیر ثابت النسب بچوں کی تعلیم و تربیت موجودہ دنیا کے لئے ایک عظیم مسئلہ ہے۔ اسلام ہی وہ واحد دین اور مذہب ہے جس میں تحفظ نسب کی مکمل ضمانت موجود ہے۔ زنا اور دواعی زنا کی حرمت اور ممانعت سے وہ تمام راستے مسدود ہو گئے ہیں جس سے نسب متاثر ہوتا ہو۔ لیکن مذکورہ طریقہ علاج میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں انسان کا نسب محفوظ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اس عمل کا تجربہ اگرچہ ایک میاں بیوی کے مادہ تولید سے کیا گیا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس کو صرف میاں بیوی تک محدود رکھا جائے۔

کیونکہ ایک خاوند کے نطفہ میں جب خود صلاحیت موجود نہ ہو اور مذکورہ طریقہ علاج میسر ہو تو اس میں مانع کیا چیز ہے؟ کہ ایک غیر شخص کے ذی استعداد نطفہ سے یہ کام لیا جائے اور یا ایک عورت کو یہ معلوم ہو کہ میرا خاوند نا قابل اور نالائق ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے نطفہ سے پیدا ہونے والا بچہ بھی باپ کی طرح نالائق اور نا قابل ہو۔ اور عورت نے بنفس نفیس یا خاوند کے مشورہ سے کسی قابل اور ماہر شخص کے نطفہ سے یہ مسئلہ حل کر سکتی ہے۔ تاکہ اس سے پیدا ہونے والا بچہ قابل اور ذہین ثابت ہو۔

چنانچہ اس تجربہ سے کامیابی کے بعد ایک اخباری اطلاع ملاحظہ فرمائیے۔

"آج کل امریکہ میں کیلی فورنیا کے علاقہ "ریسکو ڈیڈو" میں روبرٹ گراہم نے عالی ظرف نطفوں کا ایک بنک قائم کیا ہے جس میں بڑے بڑے فن کار، سائنسدان، موسیقار، فلسفی اور بے شمار اعلیٰ صلاحیت کے مالک لوگوں کے نطفوں کو یخ بستہ کر کے محفوظ رکھا گیا ہے۔ اور ان نطفوں کی تفصیل کیٹلاگ شائع کی جاتی ہے اور ایسی ماؤں کی تلاش میں رہتے ہیں جو نطفوں کے لئے مختلف خصوصیات کی حامل ہوں۔ جو "امبری یو" سے اولاد پیدا کر کے اعلیٰ عقل و خرد کے لوگوں کی آبادی میں اضافہ کر سکیں"

ظاہر ہے کہ غیر کے نطفہ سے پیدا ہونے والا بچہ اگرچہ قضاءً "الولد للفراش وللعاھر حجر" سے باپ کا بیٹا کہلائے گا لیکن خود جب اس بچے کو معلوم ہو جائے کہ میں اس شخص کے نطفہ سے نہیں ہوں ۔ میری پیدائش کے لئے مادہ تولید کسی غیر شخص سے حاصل کیا گیا ہے تو یہ پیدا ہونے والا بچہ کبھی بھی اس کو باپ تسلیم نہیں کرے گا ۔ اور نہ دیانۃً یہ شخص باپ کہلانے کا مستحق ہے

مادہ تولید کا مذموم کاروبار روزمرہ کا معمول بن جائیگا

اگر اس عمل کو جاری رکھا گیا اور ان عالی ظرف نطفوں سے بچوں کی پیدائش کے اس طریقہ کو آگے بڑھا دیا گیا تو ظاہر ہے کہ عوام الناس کے رجحان کو دیکھ کر نطفوں کا باقاعدہ کاروبار شروع ہو جائے گا ۔ کیونکہ بغیر قیمت کے میسر نہ ہونے کی صورت میں خواہ مخواہ خریدنے کی ضرورت ہوگی ۔ شریعت میں مال نہ ہونے کی وجہ سے بیع باطل ہے ۔ لیکن عام انسان بھی طبعی طور پر اس مذموم کاروبار سے متنفر ہے بلکہ ممکن ہے کہ خون کی خرید و فروخت کی طرح اس کو بھی بعض لوگ آمدنی کا ذریعہ بنالیں ۔

معاشرہ میں نکاح کی کوئی اہمیت نہ رہے گی

موجودہ دور میں ہر ایک معاشرہ کے اندر نکاح کے لئے خاص صورتیں موجود ہیں ۔ زنا سے نفرت کے لئے مذہب ، قانون یا فطرت ایک اہم سبب ہے اگرچہ یورپی درندوں کے ہاں اخلاق سوز برائیوں کو قانونی جواز حاصل ہے ۔ لیکن پھر بھی زنا سے کچھ ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہوں گے ۔ لیکن زیر نظر طریقہ علاج اپنانے میں نکاح کی یہ وقعت بھی ختم ہو جائے گی ۔ آخر کار ایک عورت کے لئے اس میں کیا مانع ہے ؟ کہ وہ بغیر خاوند کسی غیر شخص کے نطفہ سے حاملہ بن کر ماں بن جائے ۔ بغیر باپ کے کنواری ماں بچے کو اپنا بچہ سمجھے گی ۔ اور یہ بچہ کل بڑا ہو کر اپنے امتیاز کے لئے صرف والدہ کی طرف نسبت پر کفایت کرے گا ۔ یوں اس کے بچے کی خواہش پوری ہو جائے گی ۔ جب کہ طبعی خواہشات کی تکمیل کے لئے غیر شرعی طریقے اختیار کئے جائیں گے ۔ نکاح کو ضرورت سے ایک زائد چیز سمجھا جائے گا ۔

افزائش نسل انسانی کے لئے انسانی فارم

جب نوبت یہاں تک پہنچے کہ ایک مرد کے نطفہ سے متعدد عورتیں حاملہ ہو سکتی ہیں تو پھر جس ملک کو افرادی قوت کی ضرورت ہوگی جہاں افزائش نسل پر متعلقہ جوڑوں کو انعام دیا جاتا ہے ۔ وہاں اس ضرورت کی تکمیل کے لئے ایک آسان طریقہ میسر ہوگا کہ اعلیٰ ظرف اشخاص کے نطفوں کو اکٹھا کر کے ذی استعداد عورتوں کے لئے مرغیوں ، گائے ، بکریوں کی طرح فارم بنا کر بچے پیدا کئے جائیں گے ۔ ایک انجکشن سے معلوم نہیں کتنے بچے پیدا ہوں گے ؟ لیکن اسے بھی سوچنا چاہیئے ۔ کہ اس فارمی نوزائیدہ بچوں سے قوم و ملک اور معاشرہ کی اصلاح کے لئے کیا امیدیں رکھنی چاہیں ۔ بچوں کا مستقبل تو درکنار خود افزائش نسل کا یہ طریقہ ایک گھناؤنی حرکت کے مترادف ہے ۔

ممکن ہے اس سفر کی انتہا یہ نہ ہو بلکہ اس کے بعد متعلقہ فارموں کے لئے ذی استعداد عورتوں کی ضرورت ہوگی ۔ رضاکارانہ طور پر عورتوں کے میسر نہ ہونے کی صورت میں معاوضہ دے کر مطلوبہ عورتوں کو خریدنا پڑے گا ۔ چنانچہ عورتوں کی خرید و فروخت کا ایک مذموم کاروبار شروع ہو کر جاہلیت کی یاد تازہ ہوگی ۔

ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ مرد ماں بن جائے گی

جب ایک نطفہ بغیر رحم مادر کے تولیدی ادوار طے کر کے بچہ بن جانے کی صلاحیت رکھتا ہو اور عورت کے پیٹ کے ایک خالی حصہ سے یہ مقصد پورا ہوتا ہو تو پھر ممکن ہے کہ اس عمل کا عورت کے پیٹ سے کوئی خاص تعلق نہ رہے، بلکہ مرد کے پیٹ میں بھی اس عمل کو جاری رکھ کر بچہ پیدا ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اس کا تجربہ ہو چکا ہے تو مرد کے ماں بن جانے کے بعد دوسرے مسائل تو درکنار خود مرد کے لئے ذلت اور رسوائی کا مقام ہے۔ مزید برآں عورت طبعی طور پر بچے کی تربیت اور پرورش کی صلاحیت رکھتی ہے ایک عورت بچے کی جو تربیت کر سکتی ہے۔ مرد میں اس ذمہ داری اور اس بوجھ کو اٹھانے کی صلاحیت نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ حق حضانت یعنی حق تربیت خواہ نکاح قائم ہو یا میاں بیوی کے درمیان جدائی آجائے۔ پھر بھی حق عورت کو حاصل رہے گا

فتاوی عالمگیری جلد اول میں ہے کہ میاں بیوی کی جدائی کے بعد بھی لڑکے کے لیے سات یا نو سال تک اور لڑکی کے لئے تا بلوغ حق حضانت والدہ کو حاصل ہے۔ مرد ماں بن جانے کے بعد دوسرے مسائل کے علاوہ یہ بچے حق تربیت سے محروم رہ جائیں گے۔

زناکاری کا بند نہ ہونے والا دروازہ کھل جائے گا

جب مرد خود اس ذمہ داری کو اپنے کندھوں پر ڈال لے تو اس کو عورت کی ضرورت کیا رہے گی۔ ایسے ہی جب ایک عورت خاوند کے بغیر بچے کو جنم دے سکتی ہے تو ایسی حالت میں شادی کی ضرورت محسوس نہیں کرے گی۔ مرد اور عورت الگ الگ بچے پیدا کر لیں گے۔ اور طبعی خواہشات کی تکمیل کے لئے ناجائز ذرائع استعمال کریں گے۔ اگر کچھ مدت تک اس کی اجازت رہی تو پھر زنا اور لواطت کا ایک بند نہ ہونے والا دروازہ کھل جائے گا جس سے پوری انسانیت کی ہلاکت یقینی ہے۔

انسان کا رشتہ بندر اور کتوں سے جڑ جائے گا

جب اس طریقہ تولید کو جاری رکھا گیا تحقیق و ریسرچ کسی خاص حد تک منتہی نہ ہو تو ممکن ہے کہ یہ انسانی مادہ تولید کسی بندرنی یا کتیا کے پیٹ کی خالی جگہ میں رکھ کر اس عمل کو پورا کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ انسانی نطفہ سے پیدا ہونے والا بچہ انسان ہی شمار ہو گا۔ لیکن ماں تا کا یہ پیارا رشتہ بندروں اور کتوں کی نوع سے منسلک ہو جائے گا۔

سوچنے کا مقام ہے کہ یہ ترقی ہے یا تنزل؟ کہ ایک اشرف المخلوقات اور مخدوم عالم کسی کتیا یا بندرنی کا بچہ کہلائے۔

ان متعدد ناجائز اور غیر شرعی امور کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعہ تولیدی عمل از روئے شرع ناجائز ہے۔ اگرچہ موجودہ دور میں لوگ اسے علمی ترقی سمجھتے ہیں لیکن رسوائی اور تباہی کے لئے پیش خیمہ ہونے کی وجہ سے آئندہ دور میں اس پر کنٹرول کرنا مشکل مسئلہ ہو گا۔

تصدیق جناب مولانا حافظ صاحب کے مضمون سے مجھے اتفاق ہے۔ ٹیسٹ ٹیوب بے بی طریق علاج (باقی ص ۴۳ پر)